

منتخب التواریخ مؤلفہ محمد یوسف انکی (تاریخ سندھ کا ایک غیر مطبوعہ مأخذ)

ڈاکٹر عارف نوشاہی ☆

منتخب التواریخ کے نام سے فارسی میں جو متعدد کتب تاریخ لکھی گئی ہیں (۱) ان میں سے شہرت اور مقبولیت صرف ملا عبدالقادر بدایونی (۹۳۷-۱۰۰۳ھ / ۱۵۳۰-۱۵۹۵ھ) کی تصنیف کو مل سکی اور بقیہ کتابیں اس کے مقابلے میں قدرے نظر سے اوجھل ہی رہی ہیں۔ انہی میں محمد یوسف انکی کی منتخب التواریخ بھی شامل ہے (۲)، جو مغلیہ دور میں لکھی جانے والی فارسی کتب تاریخ کے ایک مبصر کے خیال میں جامع التواریخ رشیدی کے بعد عمومی تواریخ کی جامع ترین کتاب ہے جس میں مروجہ علمی معیارات کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وسعت معلومات کی بناء پر اسے تاریخ اور جغرافیے کا ایک دائرۃ المعارف قرار دیا جا سکتا ہے۔ (۳) طرفہ یہ ہے کہ نہ تو کتاب اب تک شائع ہوئی ہے اور نہ ہی اس کے مصنف کے سوانح حیات دستیاب ہیں۔ منتخب التواریخ کے دیباچے میں مصنف نے خود کو ”الاکمی اصلاً ووطناً والکنعانی المولداً“ لکھا ہے۔ (۴) انک کا تعین تو دشوار نہیں ہے کہ یہ پنجاب کا تاریخی قصبہ ہے، لیکن مصنف کا مولد کنعان تحقیق طلب ہے۔ کیا یہ وہی بین النہرین کا علاقہ کنعان ہے یا مصنف نے اپنے نام کی رعایت سے حضرت یوسف سے منسوب کنعان (فلسطین / ارض موعود) کا استعمال کیا ہے۔ یہ کتاب اس نے صلہ پانے کی امید میں ۱۵ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۷ء میں مکمل کر کے شاہ جہان کے نام معنون کی۔ البتہ کتاب میں ایسے شواہد موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف بعد میں بھی کچھ اضافات کرتا رہا۔ مثلاً شاہ عباس ثانی صفوی کے ذکر میں لکھا ہے: ”درسہ یک ہزار، ہفتاد و ہفت ہجری ودیعت حیات پسر د“۔ (۵) گویا ۱۰۷۷ھ تک اضافے ہوتے رہے۔

منتخب التواریخ ایک عمومی تاریخ ہے جو حضرت آدم کے بیان سے شروع ہو کر شاہ جہان کی تخت نشینی (۱۰۳۷ھ) کے واقعہ پر ختم ہوتی ہے۔ مصنف نے اپنے مطالب کو ایک مقدمہ، پانچ قسم اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

-- مقدمہ: تخلیق کائنات وغیرہ پر بحث۔

قسم اول: پیغمبروں اور حواریوں کی تاریخ۔

قسم دوم: ربیع مسکون کے بادشاہوں کے حالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں۔ اس کے پہلے باب میں ایرانی بادشاہوں کا اور دوسرے باب میں باقی دنیا کے سلاطین کا تذکرہ ہوا ہے۔

قسم سوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد خلفا کا تذکرہ المستعصم باللہ تک۔ اسی باب میں ائمہ اربعہ کے حالات بھی ہیں۔

قسم چہارم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایران، توران اور روم وغیرہ کے بادشاہوں کی تاریخ اور حالات۔

قسم پنجم: ائمہ، علماء اور عربی و فارسی گوشعرا اور عارفات کا تذکرہ۔

خاتمہ: سات اقلیمیوں اور اسلامی ممالک کے شہروں اور جغرافیائی مقامات کا حال۔

اس مضمون میں ہماری دلچسپی کتاب کی قسم سوم کے باب دوم کی ”فصل چہارم در بیان احوال رایان و حکام سند“ سے ہے۔ جس میں مصنف نے ابتدائے عہد رسالت سے لے کر سندھ پر اکبر کے قبضے تک حکومت کرنے والے پانچ طائفوں (سلسلوں) کی زمانی ترتیب کے مطابق تاریخ لکھی ہے۔ یہ پانچ طائفے حسب ذیل ہیں:

طائفہ اول: یہ چار حکمران تھے۔ راے سہی رس، ساہسی بن راے سہی رس، چچ بن

سیلاج، داہر بن چچ۔ اسی ضمن میں محمد بن قاسم کے ہاتھوں فتح سندھ کا تذکرہ بھی ہوا ہے۔

طائفہ دوم: بنی مردان اور بنی عباس کی طرف سے سندھ میں گمشدگان جو محمد بن قاسم

کی وفات کے بعد یہاں متعین رہے۔ یہ چھ آدمی تھے۔ اخف بن قیس، عامر بن عبداللہ،

ابو الخطاب، داؤد بن علی، ابو العباس، عبدالرزاق۔

طائفہ سوم: سومرہ (۳۳۵-۶۸۰ھ)، اس میں بیس حکمرانوں کے حالات نہایت اختصار

منتخب التواريخ سے تاریخ سندھ سے متعلق چند اہم مطالب

۱۔ چچ بن سیلاج کی قابلیت کے بارے میں لکھا ہے:

”جوانی خوش منظر در نہایت فصاحت و بلاغت چچ نام حاضر آمد۔ حضار مجلس از فصاحت زبان و طلاقت لسان او حیران ماندند۔۔۔ او در علم محاسبہ دیوانی و لغات ہندی و سندھی و خطوط مہارتی تمام داشت“ (ورق ۱۰۵ الف)۔

اردو ترجمہ:

چچ نامی ایک خوبصورت نوجوان نہایت ہی فصاحت اور بلاغت کا مالک حاضر ہوا۔ حاضرین مجلس اس کی فصاحت زبان اور روانی لسان سے حیران رہ گئے۔ وہ علم حساب دیوانی اور ہندی اور سندھی زبانوں اور خطوط میں مکمل مہارت رکھتا تھا۔

۳۔ سہ حکمران جام فیروز کے کردار کے بارے میں لکھا ہے:

”چون در عنفوان شباب جام فیروز بر تخت سلطنت بنشست، بساط عیش و نشاط مبسوط گردانیدہ اکثر اوقات بدرون حرم می بود۔ احياناً کہ بیرون می آمد لولیان و مسخرہ ہا در مجلس او می بودند و ہزلہا و مسخر گیمہا [۱۱۳ الف] می کردند و در زمان او مردم سہ و ندیمان تعدی بر اہل شہر می نمودند و چون دریا خان مانع می شد بہ او احانت می رسانیدند۔ بدین تھمت دریا خان بہ موضع کاہان کہ جاگیر او بود رخصت گرفتہ رفت“۔

اردو ترجمہ:

جب جام فیروز نوجوانی میں تخت سلطنت پر بیٹھا تو عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ زیادہ وقت اپنے حرم سرا میں رہتا۔ اگر کبھی باہر آتا تو اس کی مجلس میں جو مطرب اور مسخرے تھے وہ ٹھٹھا بھول کرتے رہتے۔ اس کے زمانے میں سہ حکام اور اس کے ساتھی رعایا پر زیادتی کرتے تھے اور جب [فیروز کا عمدة الملک] دریا خان انہیں روکتا تو وہ اس کی بھی توہین کرتے۔ اسی لیے دریا خان [فیروز سے] اجازت لے کر اپنی جاگیر موضع کاہان چلا گیا۔

۳۔ دریا خان کے زمانے میں موضع کاہان میں ہرات سے علماء کی آمد: ” و درہمان ایام مخدوم عبدالعزیز ابہری محدث (۷) و مولانا اشیر الدین ابہری (۸) و مولانا محمد پیران او کہ ہر یکی عالمی تبحر بود، بموضع کاہان تشریف فرمودہ چند سال بہ افادہ و نشر علوم پرداختند۔ و آمدن ایشان از ہرات بسبب خروج شاہ اسماعیل ماضی در شہور سنہ ثمان و عشر و تسع مائتہ بود و مولانا مشار الیہ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ بود و تصانیف پسندیدہ در ہر علم دارد کہ یکی از آن جملہ شرح مشکوٰۃ است و بر اکثر کتب متداولہ حواشی (۹) نوشتہ اند و در ہمان بقعہ بعالم بقا خر امیدند“ (۱۰) (ورق ۱۱۳ الف)

اردو ترجمہ

اسی زمانے میں مخدوم عبدالعزیز ابہری محدث اور ان کے بیٹے مولانا اشیر الدین ابہری و مولانا محمد جو سب عالم تبحر تھے [سندھ کے] موضع کاہان تشریف لائے اور چند سال تک لوگوں کو فیض رسانی اور علوم کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے۔ یہ علماء ہرات سے اس وقت ترک وطن کر کے آئے تھے جب ۹۱۸ھ میں شاہ اسماعیل صفوی نے ہرات پر قبضہ کر لیا تھا [اور وہاں کے علمائے اہل سنت کو اذیتیں دینا شروع کیں] مولانا موصوف علوم نقلی و عقلی کے جامع تھے اور ہر علم میں ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔ ان میں سے ایک شرح مشکوٰۃ ہے۔ انہوں نے اکثر متداول کتب پر حواشی بھی لکھے ہیں اور وہیں [کاہان میں] ان کا انتقال ہوا۔

۳۔ سندھ کے موضعات کاہان اور باغبان کی رونق:

” آن لشکر [ظہیر الدین بابر بادشاہ] در ہفدہم شہر ذیقعدہ سنہ عشرین و تسع مائتہ قریہ کاہان و باغبان را آمدہ تاخند۔ گویند کہ معموری آن دیار بہ حدی بود کہ درین تاخت ہزار شتر از چرخ ہای باغات کہ کاری کردند بردند و چیز ہای دیگر بر این قیاس باید کرد“ (۱۱) (ورق ۱۱۶ ب)

اردو ترجمہ:

” ۱۷ ذیقعد ۹۳۰ھ کو جب ظہیر الدین بابر کا لشکر سندھ آیا اور کاہان اور باغبان قریوں کو تاخت و تاراج کیا تو کہتے ہیں کہ وہ علاقہ اس قدر آباد تھا کہ بابر کے لشکری اس لوٹ مار میں ایک ہزار اونٹ اپنے ساتھ لے گئے جو اس علاقے کے باغوں کے رہنوں پر کام کرتے تھے۔ دوسری چیزوں کو بھی اس سے قیاس کرنا چاہیے۔

۵۔ شاہ بیگ ارغون کے ہاتھوں ٹھٹھہ کی بربادی:

” تاہم ماہ مذکور [محرم ۹۲۶ھ] شہر تہ تاراج و غارت نمودہ خاک مذلت برفرق ساکنانش بر افشاندند و مضمون کریمہ ”ان الملوک اذا دخلوا قریۃ المسدوہا“ [نمل ۳۳] بابلغ وجمی ظاہر گشت و بسیار از اہل و عیال مردم در بند افتادند۔ آخر سعی قاضی قاضن کہ یکی از فضلاء آن عصر بود آن نازہ غضب فروخت و منادی فرمود کہ دیگر هیچ کس متعرض اموال و عیال مردم تہ نشود۔“ (ورق ۱۱۸ الف)

اردو ترجمہ:

۲۰ محرم ۹۲۶ھ کو شاہ بیگ ارغون نے ٹھٹھہ کو تاراج و غارت کیا اور اہل ٹھٹھہ کو اس طرح بے آبرو کیا کہ آیت (بے شک بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں) اپنے پورے مفہوم کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ لوگوں کے اہل و عیال قید ہو گئے۔ آخر کار اس زمانے کے ایک عالم قاضی قاضن کی کوشش سے غضب کی وہ آگ ٹھنڈی پڑی اور منادی کی گئی کہ اہل ٹھٹھہ کے اموال اور عیال سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔

۶۔ قلعہ بکھر کی تعمیر:

”بعد از چند روز شاہ بیگ بقلعہ بکھر در آمدہ از دیدن آن قلعہ بغایت خوش حال گشتہ منازل و محلات شہر را ملاحظہ نمودہ میان امرا و سپاہیان قسمت فرمودہ و قلعہ را پیوودہ و بخش کردہ بہ امرا داد تا دست بدست تعمیر نمایند و قلعہ الور را کہ

قدیم الایام پاستخت بود ویران ساخته خشت پختہ آن را بہ بکھر آوردند و عمارت مردم ترک و سمہ کہ در حوالی بکھر بود اکثری را ویران ساخته بہ عمارت قلعہ بکھر [۱۱۹ الف] بکار بردند و در اندک فرصت عمارت قلعہ را با تمام رسانیدند۔“

اردو ترجمہ:

کچھ روز کے بعد شاہ بیگ قلعہ بکھر میں آیا اور اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ شہر کے مکانات اور محلات دیکھے اور اپنے امرا اور سپاہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ قلعے کی پیمائش کی اور مختلف حصے مختلف امرا میں بانٹ دیئے تاکہ دست بدست تعمیر ہو سکے۔ قلعہ الور جو پرانے زمانے میں پایہ تخت تھا اسے گرا کر اس کی بچی اینٹیں بکھر لائی گئیں۔ بکھر کے آس پاس ترک اور سمہ لوگوں کی جو عمارتیں تھیں ان میں سے اکثر کو گرا کر قلعہ بکھر کی تعمیر میں استعمال کیا گیا اور تھوڑی ہی مدت میں قلعے کی عمارت مکمل ہو گئی۔

۷۔ سندھیوں کا جنگ کا طریقہ:

” ناگاہ لشکر مخالفان از پیش نمایان شد و آن مردم مجرد دیدن لشکر ہمہ بیک بار از اسب فرود آمدہ دستارہا از سر برداشتہ و گوشہ های چادر ہا بیک دیگر بستہ جنگ در پیوستہ۔ و این قاعدہٴ سند و ہند است کہ ہر گاہ بخود قرار کشتہ شدن می دہند از اسبان پیادہ شدہ سرہا برہنہ کردہ چادرہا د کمر بندہا بیک دیگر پی بندند۔“ (ورق ۱۲۰ الف)

اردو ترجمہ:

[جب مرزا شاہ حسن ارغون جام فیروز سے لڑنے کے لیے ٹھٹھہ سے لشکر لے کر نکلا تو] اچانک اپنے سامنے مخالفین کا لشکر دیکھ کر سب کے سب اپنے گھوڑوں سے اتر آئے اور سروں سے دستاریں اتار دیں اور اپنی چادروں کے کونے ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر جنگ میں مصروف ہو گئے۔ یہ سندھ اور ہند والوں کا طریقہ ہے کہ جب جنگ میں اپنے تئیں مرنے کا عہد کر لیں تو گھوڑوں سے اتر آتے ہیں اور سر بٹنگے کر کے چادریں اور کمر بند (تہہ بند) ایک دوسرے کے ساتھ

باندھ لیتے ہیں۔

۸۔ مرزا محمد صالح ترخان (مقتول: ۲۳ شعبان ۹۷۰ھ):

”میرزا صالح ترخان کہ از سر آمد شجاعان آن عصر بود و در اکثر حروب و کار زار لوازم شجاعت و جلاوت بظہور آورده و فتوحات نموده، داؤ [۱۲۳ ب] مردی و دلاوری دادہ بود، از دست بلوچی ”مرید“ نام کہ پدر او را کشتہ بود، شربت شہادت چشیدہ۔ این مطلع از اوست:

بدان عزم کہ در ملک جنون سر از قدم مانم
متاع ہوش و دانش را بازار عدم مانم“ (۱۲)

اردو ترجمہ:

مرزا صالح ترخان اپنے عہد کا نامور دلاور تھا اور اکثر جنگوں اور معرکوں میں داؤ شجاعت دے کر فتوحات حاصل کر چکا تھا۔ ۹۷۰ھ مرید نامی ایک بلوچی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا، جس کا والد مرزا صالح کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ یہ مطلع اس کا ہے:

بدان عزم کہ در ملک جنون سر از قدم مانم
متاع ہوش و دانش را بازار عدم مانم

منتخب التواریخ کے مخطوطات

منتخب التواریخ کے جو مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں (۱۳)، عجیب اتفاق ہے کہ ان میں سے سوائے خدا بخش لائبریری، پٹنہ کے بقیہ تمام نسخے نامکمل یا ناقص ہیں اور غالباً یہی وجہ ہوگی کہ یہ کتاب اب تک تدوین اور طباعت کے لیے نظر انداز ہوتی رہی ہے۔ خود میرے پاس منتخب التواریخ کا جو قلمی نسخہ موجود ہے وہ بھی ناقص ہے۔ یہ ”قسم اول“ سے ”آصف بن برخیا“ کے حالات سے شروع ہو کر ”قسم چہارم“ سے جہانگیر کے ضمن میں اس کی اعتماد الدولہ کی بیٹی سے خواستگاری کے ذکر پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا موجودہ حالت میں قسم اول اور قسم چہارم کے چند جزوی مضامین کے فقدان کے علاوہ اس نسخے

میں مصنف کا مقدمہ، قسم پنجم اور خاتمہ مکمل طور پر نہیں ہیں۔ یہ نسخہ کل ۱۵۵ ورق پر مشتمل ہے اس کے ابتدا میں ایک غیر متعلقہ ورق اس کے ساتھ مجلد ہے جس پر ”ہاشم فدوی بادشاہ غازی محمد شاہ ۱۱۳۲ھ“ کی مہر ثبت ہے۔ ممکن ہے یہ نسخہ منتخب التواریخ کی تلخیص ہو جس کا ذکر آگے آئے گا۔

منتخب التواریخ کی ایک تلخیص

انکی کی منتخب التواریخ اور سندھ کے حوالے سے ایک اور قابل ذکر اور دلچسپ بات یہ ہے کہ سندھ کے ایک فاضل منشی عبدالشکور بن عبدالواسع ٹھٹھوی نے بعد عالمگیر ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۳-۷۴ء میں منتخب التواریخ کی ایک تلخیص ”انتخاب منتخب“ کے نام سے تیار کی۔ اس تلخیص کے دیباچے میں عبدالشکور نے اپنے خاندان کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کے دادا ابوالقاسم بکھر میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے عالم تھے۔ مرزا جانی بیگ ترخان والی ٹھٹھہ کے اتالیق تھے اور ۹۸۰ھ میں ٹھٹھہ آئے۔ مرزا محمد باقی کی وفات کے بعد جب مرزا جانی بیگ نے حکومت سنہالی تو ابوالقاسم کو صدر ٹھٹھہ مقرر کیا۔ ابوالقاسم کے ابوالفضل کے ساتھ بھی مراسم تھے۔ ابوالقاسم کے بیٹے شیخ عبدالواسع (عبدالشکور کے والد) اپنے عہد کے بہترین خطاط اور انشا پرداز تھے۔ عبدالشکور نے منتخب التواریخ کی یہ تلخیص اس وقت تیار کی جب ان کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو چکی تھی گویا وہ ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء سے کچھ پہلے پیدا ہوئے تھے۔ ”انتخاب منتخب“ کے مطالب کی ترتیب وہی ہے جو خود منتخب التواریخ کی ہے، البتہ سندھ کی ترخان حکومت کے ضمن میں عیسیٰ خان، باقی خان اور جانی بیگ کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ ترخانوں سے خاندانی وابستگی کی بناء پر عبدالشکور کے ذاتی اضافات ہوں۔ (۱۳)

”انتخاب منتخب“ کے مخطوطات کتابخانہ مجلس، تہران (شمارہ ۲۱۸)، ذخیرہ سلام، شمارہ ۳۱۷/۸۷، مخزونہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد (شمارہ ۳۸۸۳) اور مجموعہ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور (شمارہ ۲۶۸۸/۱۶۳۸) میں موجود ہیں۔

میر علی شیر قانع تھوی نے تختہ الکرام (تصنیف ۱۱۸۱ھ) میں منتخب التواریخ سے مطالب اخذ کیے ہیں اور تختہ الکرام کے مرتب سید حسام الدین راشدی نے اپنے حواشی اور تعلیقات میں منتخب التواریخ انکی کے مخطوطہ مملوکہ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی، حیدر آباد سے استفادہ کیا ہے۔^(۱۵) اس نسخے کے مزید کوائف حاصل نہیں ہو سکے۔

حواشی

۱۔ منتخب التواریخ کے نام سے کم از کم بارہ فارسی کتب تاریخ موجود ہیں جو ایران اور ہندوستان میں مختلف مصنفوں نے تصنیف کی ہیں۔ دیکھیے: احمد منزوی، فہرستوارہ کتاب ہای فارسی، تہران، ۱۹۹۵ء، جلد اول، ص ۶۵۹-۶۶۱

۲۔ محمد یوسف انکی کی منتخب التواریخ کا تعارف علاوہ فہارس۔ مخطوطات کے، ادب کی بعض تاریخوں اور کتابیاتی جائزوں میں بھی مل جاتا ہے۔ مثلاً: آفتاب اصغر، تاریخ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۳۳۵-۳۳۹؛ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، جلد دہم، ص ۱۲۱-۱۲۲۔ وہی مصنف، فہرستوارہ (محولہ بالا)، ص ۶۵۹-۶۶۰۔ ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، لاہور، ۱۹۷۴ء، جلد دوم، ص ۲۵۱-۲۵۳۔

Storey, Vol.I, P.127; Marshall,345

۳۔ آفتاب اصغر، ص ۳۳۹۔

۴۔ دیباچہ منتخب التواریخ، بحوالہ Storey, I, 127

۵۔ منتخب التواریخ، مخطوطہ ذاتی کتب خانہ عارف نوشاہی، اسلام آباد، شمارہ ۴۳، ورق ۱۰۲-اب۔ اس مضمون میں تمام اقتباسات اور حوالے اسی نسخے سے دیئے گئے ہیں۔

۶۔ ایضاً، ورق ۱۲۲ الف۔

۷۔ عبدالعزیز ابہری محدث کا ذکر عبدالباقی نہادندی کی مآثر رحیمی میں بھی ہوا ہے اور وہاں سے نہتہ الخواطر، جلد ۴، ص ۱۷ میں نقل ہوا ہے۔

۸۔ اشیر الدین ابہری محدث کو اشیر الدین ابہری نجم اور منطقی سے الگ سمجھا جائے۔ ابہری منطقی کا زمانہ

ساتویں صدی ہجری تیرہویں صدی عیسوی ہے اور اس کا نام مفضل بن عمر مفضل تھا۔ دیکھیے: مقالہ ”اشیر الدین ابہری“، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، تہران؛ جلد ۶، ص ۵۸۶۔

۹۔ میر معصوم نے لکھا ہے کہ عبدالعزیز محدث ابہری کے حاشیہ مشکوٰۃ کا ایک مخطوطہ اس کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔ نیز دیکھیے: دین محمد دفائی، تذکرہ مشاہیر سند، جام شورو، ۱۹۸۵ء، جلد ۲، ص ۲۱۹۔

۱۰۔ علمائے ابہر کے بارے میں جو بیان انکی نے منتخب التواریخ میں لکھا ہے وہ میر معصوم بکری کی تاریخ سند سے لیا گیا ہے۔

۱۱۔ سید حسام الدین راشدی نے تحفۃ الکرام، علی شیر قانع قوی، (حیدر آباد، ۱۹۷۱ء، ص ۳۳۸) کی تعلیقات میں ۱۷ ذیقعدہ ۹۲۱ھ [کذا: منتخب التواریخ میں ۱۷ ذیقعدہ ۹۲۰ھ] کو کاہان اور باغبان پر شاہ بیگ کے حملے کی تاریخ کو غلط بتایا ہے اور واضح کیا ہے کہ میر معصوم اور اس کی پیروی میں ترخان نامہ، منتخب التواریخ انکی اور تحفۃ الکرام میں یہ تاریخ غلط درج ہوئی ہے۔ صحیح تاریخ وہ ہے جو بابر نے بابرنامہ میں لکھی ہے یعنی ۱۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ۔

راشدی صاحب نے تحفۃ الکرام، حواشی صفحات ۹۳-۹۷ میں طائفہ سوم سومرہ کے بارے میں منتخب التواریخ کی پوری عبارت نقل کر دی ہے۔ راشدی صاحب نے اس ضمن میں اظہار تعجب کیا ہے کہ انکی نے لکھا تو یہ ہے کہ سومرہ خاندان کے ۲۲ لوگوں نے حکومت کی لیکن نام ۲۰ لوگوں کے دیئے ہیں (ص ۳۸۶)۔ راشدی صاحب نے جس نسخے سے استفادہ کیا ہے غالباً اس میں سب کتبابت سے عبارت ”پیست و دوغز“ نقل ہوئی ہو، ورنہ میرے نسخے میں ”پیست نغز“ (ورق ۱۱۱ب) ہی لکھا ہے۔ البتہ میرے نسخے میں دودہ بن بھونگر کے حالات کے بعد بقیہ حکمرانوں کے حالات ترک ہیں اور صرف اسما اور مدت حکومت لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے اور اس کے بعد آخری حکمران ہمیر کے حالات لکھے گئے ہیں۔ میرے نسخے میں ہمیر کے حالات کے بعد مصنف کا وہ تبصرہ بھی موجود نہیں جس میں اس نے کہا ہے کہ میر معصوم بکری نے اختصار سے کام لیا تھا اور میں نے سندھ کے لوگوں سے تحقیق کر کے بقیہ حالات لکھے ہیں۔ یہ تبصرہ راشدی صاحب کے زیر استعمال نسخے میں درج ہوا ہے۔ (تحفۃ الکرام، ص ۹۷)۔

راشدی صاحب نے سلطان محمود خان بن میر فاضل کو کلاش کے حالات کے ضمن میں حاشیہ میں منتخب التواریخ کی پوری عبارت نقل کی ہے (ص ۱۹۳)۔ راشدی صاحب کی منقولہ اور میرے نسخے

کی عبارتوں میں معمولی اختلاف ہے لیکن یہ اہم ہے۔ مثلاً:

نسخہ نوشاہی

راشدی

- احمد خواجہ بواسطہ بملک محمود نان دہ میراسد۔ احمد خواجہ بسہ واسطہ بملک محمود۔۔۔ (۱۲۳ب)

- احمد خواجہ دو پسر داشتہ احمد خواجہ دو پسر داشتہ، عاقل خواجہ و عادل خواجہ

(ایضاً)

۱۳۔ نسخوں کی تفصیل انہی ماخذ میں موجود ہے جن کے اسما احمد مزودی کی فہرستوارہ (محولہ حاشیہ) میں درج ہوئے ہیں۔

۱۴۔ نورالحسن انصاری، فارسی ادب بچہ اورنگزیب، دہلی ۱۹۶۹ء، ص ۳۶۹-۳۷۹۔ انصاری نے نسخہ علی گڑھ

استعمال کیا ہے۔ احمد مزودی، فہرست مشترک، جلد ۱۰، ص ۱۲۲-۱۲۳، Storey, I/127;

۱۵۔ تحفۃ الکرام، میر علی شیر قانع تھوی، تھج و تشیہ سید حسام الدین راشد، حیدر آباد، ۱۹۷۱ء ص ۵۰۵۔
